آں یار کجا یار کہ با یار نباشد
در بند سر زلف گرفتار نباشد
تحقیق چنین گشت کہ برباد گذشتہ
آں عمر کہ مصروف بدلدار نباشد
عشاق کنند سجدہ بہ رخسار دلارام
آں سجدہ کجا شد کہ بہ رخسار نباشد
آں دل کہ بہ دین عشق نمردہ است کہ است
آں کیست کہ مردہ است بدلدار نباشد
اے زاھد بے ساز تو در زھد چرائی
این زھد چہ زھد است اگر یار نباشد
تا یار چنین باد کہ معلوم شود زور
آں شخص کہ در عشق جہان ندار نباشد
آواز ز لاھوت چنین خواست بجبروت
عشق بودست کہ ھشیار نباشد

بے شرم بود ماہ و خورشید دریں دھر
چون پیش دلارام شرمسار نباشد
گفتند کسانیکہ مئے نایاب چشیدند
آن مرد خمار ست کہ میخوار نباشد
خفاش ز خورشید چہ اوصاف بگوید
خفاش شوی خوار چوں ہشیار نباشد
بگلزار مرد یار کہ بے یار بود خار
گلزار بلا یار بجز خار نباشد
شطار کہ بادشاہ چوں شطریج بہ بازد
شد را نکبند مات گر شطار نباشد
عشاق کہ معشوق بجستت در ایں دار
ایں عشق چہ عشق است اگر یار نباشد
آن کس کہ در ایں را خرابات گزنید
او در غم تسبیح و دستار نباشد

اے یار سرمست کہ ماورائی ھرا است
آں مست کجاست کہ خمار نباشد
بازار بود آنکہ درد خمر فروشند
بازار بلا خمر کہ بازار نباشد
راجا کہ بود طالبت صادق در دہ عشق
ویرا طلب اینست کہ بہ اغیار نباشد

اگر معشوق نہیں ہے

قلندرِ کبریا اس غزل میں فرماتے ہیں کہ زاہد اور ملاّ کی تمام عبادتیں اور سجدے بیکار ہیں اسلیے کہ ان کے اندر معرفت عشق کی شمع نہیں جل رہی اور وہ معشوقِ حقیقی کی معرفت نہیں رکھتے یہ وہ چمگاڈر ہیں جن کی آنکھیں چوندیا جاتی ہیں معرفت کے سورج سے....

یہ یار کہاں ہے یہاں یار تو رہتا ہی نہیں ہے یہ یار کی زلفوں میں گرفتار ہے ہی نہیں تحقیق یہ ہے کہ یہ ہمیشہ برباد رہیں گے کیونکہ ان کی تمام

زندگی میں کوئی محبوب نہیں ہے. یہ عشاق سجدہ کررہے ہیں اپنے دلبر کے رخسار کو.....ان کا سجدہ کہاں ہے جب رخسار ہی نہیں ہے ان کا دل دینِ عشق سے نا آشنا ہے یہ عقلمند معنوی اعتبار سے مردہ ہیں کیونکہ ان کا کوئی معشوق نہیں ہے اے زاہدِ بے ساز بغیر ساز کے تیری زہد کیا ہے یہ زہد کیا زُہد ہے! جب معشوق ہی نہیں ہے اور جن کے سینے میں درد ہی نہیں وہ یار کے معنی میں کیا جانیں گے وہ انسان کیا انسان ہے. جس نے جہانِ عشق میں قدم ہی نہ رکھا ہو آوازِ لاھوت کیا ہے. جبروت کا کیا سوال کریں گے. وہ عشق ہی کیا جو عاشق کو ہوشیار نہ کرے بے شرم تو آسمان وخورشید وزمانہ کے درمیان کیا دلبر کے بارے میں گفتگو کرتا ہے اور شرمسار نہیں ہوتا اپنی گفتگو میں شرابِ نایاب کی باتیں تو کرتا ہے کبھی اس کو چکھا بھی ہے اے مردِ خمار تو نے میخواری کی ہی نہیں ہے چمگاڈر معرفتِ خورشید کے کیا اوصاف بیاں کریگی اس کی آنکھیں تو نور سے چوندیا جاتی ہیں اس لئے وہ مصائبِ معرفت میں ہوشیار نہیں ہے اے زاہد تو اسی چمگاڈر کی مانند ہے.....

وہ مرد یار گلزار ہے یار کہاں ہے فقط کانٹے ہی کانٹے ہیں کیونکہ گلزار بغیر یار کے کانٹوں کے مترادف ہے. شاطر بادشاہ شطرنج کی بازی کھیل رہا ہے وہ شاہ حقیقی کو کیا مات دیگا کیونکہ وہ شاطرِ عشق نہیں ہے یہ عشاق کیسے ہیں جو معشوق کی جستجو نہیں رکھتے یہ عشق کیسا عشق ہے جہاں یار موجود نہیں ہے یہ کون لوگ ہیں جو راہ خرابات سے گذرے ہی نہیں ہیں جنکی دستار غم و تسبیح کی دستار ہی نہیں ہے اے یار سر مست تو ماورائے ہوا ہے. یہ مست کہاں ہے اس مست کو خمار ہی نہیں آتا اگر بازار میں دردِ خمار یعنی شرابِ عشق کا درد نہیں ملتا وہ بازار بازار نہیں ہے راجہ کی طلب سچی ہے راہِ عشق میں صحیح طلب اسی کو کہتے ہیں جہاں معشوق کا غیر یعنی دشمن موجود نہ ہو.